Al-Falah Islamic Foundation
Estd : 2008

تراویح اور تہجد

دو مختلف نمازیں

افادات

فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج

مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

تراویح اور تہجد

دو مختلف نمازیں

افادات

فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج

مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

فہرستِ مضامین

توثیق

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب بلند شہری مدظلہٗ

مفتی دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین، والعاقبۃ للمتقین، والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، وعلی آلہ وسائر اصحابہ وازواجہ ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین، وبعد:

مخدوم العلماء ومطاع الفضلاء، مجمع الکمالات، منبع الحسنات، امامِ ربانی مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعہ کے رسالۂ مبارکہ ''تراویح اور تہجد: دومختلف نمازیں'' کو پڑھا، بلکہ بغور مطالعہ کیا۔ آپ نے اس رسالہ کی تخریج وتبویب میں جو کچھ عرق ریزی انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ فرمائی ہے، اس کو دیکھ کر دل سے دعا نکلی۔ اللہ پاک قبول فرمائے اور جمیع اہلِ اسلام خاص وعام کو نفع بخشے۔ خصوصاً باب التراویح میں سب کو ہی مسلکِ حق یعنی اہل سنت والجماعت اور حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ ہر امر میں اتباعِ سنت کی دولتِ عظیمہ سے سرفراز کرے۔ مکارہ سے محفوظ رکھے، آمین۔ فقط

ھذا ما کتبہ احقر الزمن العبد محمود حسن بلند شہری

غفر اللہ ولو الدیہ واحسن الیھما والیہ

خادم دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

۱۱/ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ الموافق ۲۴/ ۱/ ۲۰۱۳ء یوم الخمیس

تقــریظ

حضرت مولانا مفتی محمد اسلام صاحب قاسمی مدظلہٗ

استاذِ حدیث وصدر شعبۂ عربی ادب، دارالعلوم وقف، دیوبند

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

’’تراویح اور تہجد: دو مختلف نمازیں‘‘ کتاب کے عنوان سے ہی اس کا موضوع ظاہر ہے۔ یہ کتاب دراصل قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے افادات کا مجموعہ ہے، جس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ تہجد اور رمضان المبارک کے مہینے میں قیام اللیل یعنی تراویح دو الگ الگ نمازیں ہیں۔ احادیث کی روشنی میں دونوں نمازوں کے فرق کو واضح کیا گیا ہے، ساتھ ہی فقہی کتابوں سے اس کی تفصیل اور دلائل شامل کیے گئے ہیں۔

فقیہ النفس حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان افادات کو مولانا ندیم احمد صاحب نے تسہیل ونئی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا ہے، جس میں احادیث کے حوالوں میں مزید وضاحت کی گئی ہے اور بعض جگہوں پر عربی عبارتوں کے ترجمے بھی شامل کرکے عام قارئین کے لیے آسان کر دیا گیا ہے۔

مرتبِ کتاب مولانا ندیم احمد صاحب صالح اور قابل نوجوان ہیں، اور عوامی ضرورت کے تحت دینی کتابوں اور علمی تالیفات کو سہل انداز میں پیش کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں، اس سے قبل چند تالیفات مرتب کرکے شائع کر چکے ہیں۔ اچھی صلاحیت اور عمدہ سلیقے کے حامل مرتب کی ان تمام تر مساعی کے لیے ہم اللہ سے اجر اور مقبولیت کی دعا کرتے ہیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

محمد اسلام قاسمی

استاذ حدیث وادب عربی دارالعلوم وقف دیوبند

پیشِ لفظ

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب رحمانی مدظلہٗ

جنرل سکریٹری فقہ اکیڈمی ہندو ناظم المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رمضان المبارک کامہینہ روزہ اور تراویح کا مہینہ ہے، مسلمان نماز، تلاوت وغیرہ تو دوسرے مہینوں میں بھی کرتا ہے؛ لیکن روزہ اور تراویح یہ دو ایسی عبادتیں ہیں، جو رمضان المبارک ہی میں ادا کی جاتی ہیں اور بندۂ مومن ان کے ذریعہ اللہ کا قرب اور محبت حاصل کرتا ہے۔ اللہ کے کتنے ہی خوش نصیب بندے ہیں، جو رمضان المبارک میں دن کے روزے اور رات میں تہجد اور تراویح کے ذریعہ اللہ کو راضی اور خوش کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

ائمہ اربعہ کی متفقہ رائے ہے کہ تراویح کی نماز ۲۰ / رکعات ہے اور تہجد کی آٹھ رکعتیں اس کے علاوہ ہیں، جو سال کے ۱۲ / مہینے پڑھی جاتی ہیں (المغنی: ۱/۴۵۶) اور حرمین شریفین میں بھی آج تک ۲۰ / رکعات کا معمول ہے۔ ادھر کچھ عرصہ سے یہ اختلاف پیدا کیا جا رہا ہے کہ تراویح کی نماز بیس رکعتیں ہیں یا آٹھ؟ -- اس اختلاف کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ احادیث میں تراویح کو بھی قیامِ لیل سے تعبیر کیا گیا ہے اور تہجد کو بھی۔ اس سے اشتباہ پیدا کیا جاتا ہے اور امت کا ایک طبقہ اس اختلاف کو بڑھا

چڑھا کر پیش کرتا ہے، وہ یہی باور کراتے ہیں کہ تہجد اور تراویح دونوں ایک ہی نمازیں ہیں، عام مہینوں میں آخری شب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑھنے کا معمول تھا اور رمضان المبارک میں بعد عشاء؛ حالاں کہ یہ سلف صالحین کی رائے کے برخلاف ہے۔ چنانچہ مختلف اہل علم نے اس موضوع پر گرانقدر تالیفات کے ذریعہ اس کی حقیقت واضح فرمائی ہے۔

مولانا ندیم احمد انصاری صاحب کو اللہ تعالیٰ جزاء خیر دے کہ انھوں نے بھی اس موضوع پر مختصر مگر جامع اور مفید رسالہ تحریر کیا ہے، جو حضرت گنگوہیؒ کے افادات کی تخریج، ترتیب اور تسہیل ہے۔ جس میں مختلف پہلوؤں سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ تراویح اور تہجد دونوں الگ الگ نمازیں ہیں، ایک نہیں۔

اس طرح کے موضوعات پر مولانا موصوف نے متعدد رسائل تحریر کیے ہیں، جن کو اہل علم نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے اور اختصار اور آسان زبان کی وجہ سے عامۃ المسلمین کو ان سے بڑا نفع پہنچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور ان کے لیے ذخیرۂ آخرت فرمائے۔ آمین۔ وباللہ التوفیق وھو المستعان

خالد سیف اللہ رحمانی

۱۷/ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

۳۰/ جنوری ۲۰۱۳ء

خادم: المعہد العالی الاسلامی، حیدر آباد

دعائیہ کلمات

حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہٗ

شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل، گجرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامداً و مصلیاً و مسلماً:

قرآن وحدیث کے طالب علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ تراویح اور تہجد دو الگ الگ نمازیں ہیں، ان دونوں کے ایک ہونے کا دعویٰ یا تو متعصب کرسکتا ہے، یا قرآن وحدیث سے نابلد وناواقف۔

اس موضوع پر جامع المنقول والمعقول، منبع الخیرات والحسنات امام ربانی حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کا نہایت ہی جامع بصیرت افروز بابرکت مضمون تالیفاتِ رشیدیہ میں موجود ہے، جس کو عزیزم مولوی ندیم احمد حفظہ اللہ تعالیٰ بعض عربی عبارتوں اور بعضے مقامات میں اردو ترجموں کے اضافوں اور کچھ کتابت وطباعت کی اغلاط کی تصحیح کر کے علاحدہ کتابچہ کی شکل میں جویانِ حق کی خدمت میں پیش کرنے جارہے ہیں۔ میں دعاگو ہوں کہ یہ مضمون متلاشینِ صراط مستقیم کے لیے راہنما ورہبر ثابت ہو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ (اسے) اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازے، آمین۔ فقط

العبد احمد خانپوری

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب فتحپوری مدظلہٗ

مفتئ اعظم مہاراشٹر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تراویح اور تہجد دو مختلف نمازیں ہیں، دونوں ہی نمازیں مسنون ہیں، لیکن ان کی اہمیت دوسرے سنن ونوافل کے بالمقابل کہیں زیادہ ہے، تاہم ان میں واضح فرق بھی پایا جاتا ہے۔ تہجد پہلے فرض تھی، مگر بعد میں اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت کے طور پر آپ کے لیے یہ حکم باقی رہا۔

قرآن کریم میں ہے:

فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝۷۹

تراویح کا تعلق رمضان المبارک سے ہے۔ خلافتِ راشدہ سے لے کر آج تک امت پابندی سے بیس رکعات تراویح پڑھتی چلی آرہی ہے۔ تہجد کی کوئی حد نہیں ہے، عموماً آٹھ یا بارہ رکعتیں پڑھنے کا معمول اسلاف کا رہا ہے، لیکن اگر کبھی کبھار کسی نے بنیت تہجد دو یا چار رکعات پر اکتفا کرلیا، تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

(ایک طبقہ نے) کچھ عرصہ سے تہجد اور تراویح کو ایک کہنا شروع کررکھا ہے۔ یہ طبقہ تراویح میں بھی امت کی متفقہ طرزِ عمل سے ہٹ کر آٹھ رکعات کا قایل ہے۔ چوں کہ ان کے پاس (اپنے موقف کی) کوئی صحیح دلیل نہیں ہے، اس لیے حضرت عائشہ

عرضِ مرتب

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، امابعد:

آج چہار جانب فتنوں کا دور دورہ ہے اور ہر انسان اپنے مدمقابل کو زیر کرنے میں لگا ہے، بلا اس غور و فکر کے کہ خطا کس کی ہے۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ غیر جانبداری کے ساتھ مثبت انداز میں امت کے اختلافی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے، تاکہ اسلامی اخوت پھر سے قائم ہو سکے۔

زیر نظر رسالہ ''تراویح اور تہجد: دو مختلف نمازیں'' اسی ضرورت کے پیش نظر ترتیب دیا گیا ہے، جو کہ اصلاً قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کے افادات کا مجموعہ ہے، جس میں راقم الحروف کی خدمت صرف تخریج، و تسہیل کی حد تک ہے۔ اس میں ان حضرات کے لیے شافی و وافی جواب ہے، جو گمان کرتے ہیں کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں اور پھر بزعم خود بعض غلط دعویداری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

راقم الحروف نے مندرجہ ذیل باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے اس مجموعہ کو از سر نو مرتب کیا ہے:

☆ جہاں احادیث کے حوالوں میں صرف متعلقہ کتاب کا نام درج تھا، وہاں اصل کتاب سے رجوع کر کے مکمل حدیث نمبر کی وضاحت کر دی ہے۔

☆ بعض جگہوں پر عربی عبارتیں نہیں تھیں، وہاں اس کا اضافہ کیا گیا ہے۔

☆ بعض مقامات پر اردو ترجمہ نہیں کیا گیا تھا، اس ترتیبِ نو میں ان عبارات کا

رضی اللہ عنہا کی ایک روایت -- جس کا تعلق تہجد سے ہے اور اس میں آٹھ رکعات اور تین تین رکعات وتر کا تذکرہ ہے -- یہ لوگ اس سے استدلال کرتے ہوئے لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس روایت سے آٹھ رکعات تراویح ثابت ہے۔ مگر روایت میں رمضان و غیر رمضان کے الفاظ ہیں، اسی لیے جب یہ کہا جاتا ہے کہ اگر (اس سے) تراویح مراد ہے تو پھر غیر رمضان کا ذکر کیوں آیا؟ اس وقت ان کے پاس کوئی جواب نہیں رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب انھوں نے یہ پروپیگنڈہ شروع کر رکھا ہے کہ تراویح اور تہجد؛ دونوں ایک ہیں۔

اس سلسلے میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے ایک مدلل رسالہ تحریر فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا ندیم احمد سلمہ کو، جنھوں نے تہذیب و تسہیل کے ساتھ اس رسالہ کو شایع کرنے کی ہمت کی۔ اللہ اس کو امت کے لیے مفید اور نافع بنائے اور جو لوگ امت میں انتشار کرنا چاہتے ہیں، ان کو ناکام کرے۔ آمین

حررہ العبد عزیز الرحمن عفی عنہ

۱۶ر شوال ۱۴۳۴ھ

ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔

☆ کتابت وطباعت میں بعض اغلاط تھیں، انہیں اصل کتب سے ملا کر صحیح کر دیا گیا ہے۔

☆ اصل مضمون سے قبل ایک مختصر مگر ضروری تمہید کا اضافہ کیا گیا ہے۔

اللہ پاک اس کاوش کو قبول فرمائے، صاحب افادات کے درجات عالیہ کو مزید بلند فرمائے اور مرتب کے لیے بھی اس رسالہ کو دنیا وآخرت میں سرخروئی کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

اہل علم حضرات کوئی خامی دیکھیں تو ضرور مطلع فرمائیں اور لِلّٰہ اسے مرتب کے اسلاف کی جانب ہرگز منسوب نہ فرمائیں۔

بندہ ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

بروز پیر، بعد نماز ظہر

۱۹ر شوال المکرم، ۱۴۳۴ھ

جنت کا پروانہ!

مولانا ندیم احمد انصاری عاملؔ
(ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، ممبئی، انڈیا)

رحمت کی چادر تان کر ، رمضان آیا مومنو
بخشش کرانے آپ کی، رمضان آیا مومنو
جنّت سجی ہے، دھوم ہے، رمضان آیا مومنو
بن کر سراپا مغفرت رمضان آیا مومنو
سارے شیاطیں قید ہیں، دوزخ کا منہ بھی بند ہے
کرلو عبادت رب کی اب، رمضان آیا مومنو
روزہ ،تلاوت میں رہو، تم مُنہمِک اے مومنو
دینے سبق تقوے کا پھر، رمضان آیا مومنو
اِفطار میں تم خوش رہو، جنّت ملے گی، اس سبب
جنت میں لے جانے تمھیں، رمضان آیا مومنو
اک رات ہے اس ماہ میں، عظمت، فضیلت سے بھَری
دینے تمھیں وہ رات بھی، رمضان آیا مومنو
مالک کا یہ احسان ہے، موقع دیا ہم آپ کو
رحمت کی چادر تان پھر، رمضان آیا مومنو
کرلو دعا اپنے لیے، عاملؔ کو بھی دو یہ دعا
جنّت کا ہو پروانہ جو ،رمضان آیا مومنو

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تراویح کسے کہتے ہیں؟

لفظ تراویح 'ترویحہ' سے ماخوذ ہے۔ ترویحہ اصل میں ہر جلسہ (نشست کا نام ہے، لیکن اصطلاحاً رمضان المبارک کی راتوں میں ہر چار رکعات کے بعد بیٹھنے کو ترویحہ کہا جاتا ہے، کیونکہ لوگ اس وقفہ میں (تھوڑا) آرام کرتے ہیں۔ پھر مجازاً چار رکعات کے مجموعے کو 'تراویح' کہا جانے لگا۔

فی حاشیة الطحطاوی: (قوله: الترویحة الجلسة) فهی المرة الواحدة من الراحة۔ (قوله: ثم سمیت بها الأربع رکعات الخ) مجاز الاستراحة بعدها غالباً الخ۔ (1)

جو لوگ آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہیں انھیں اپنی اس نماز کے لیے لفظ تراویح استعمال ہی نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ تراویح تو جمع کا صیغہ ہے، جس کا اطلاق کم از کم تین ترویحوں پر ہی ہو سکتا ہے، جبکہ یہ حضرات دو ترویحے کرتے ہیں۔ اس طرح وہ ان آٹھ رکعات کو خواہ کتنا ہی طویل کر لیں، لیکن وہ 'ترویحتان' ہی رہیں گے۔ تراویح کے لیے تو کم از کم تین ترویحے ہونے چاہئیں۔

---

(1) طحطاوی: ۴۱۰، مکتبۃ شیخ الهند، دیوبند، وانظر القاموس الوحید: ۱/۶۸۲: کتب خانہ حسینیہ، دیوبند و بیان اللسان: ۱۴۳، زکریا بکڈپو، دیوبند

تہجد کسے کہتے ہیں؟

لفظ 'تہجد' ہجود سے مشتق ہے اور یہ لفظ دو متضاد معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کے معنی سونے کے بھی آتے ہیں اور بیدار ہونے کے بھی۔

ھجد، ھجوداً: نام، سونا (ثلاثی مجرد) اور تہجد (باب تفعل) سوگیا اور **ھجد** (باب افعال) کے معنی میں ہے، سوگیا اور سلا دیا، یہ لازم بھی ہے اور متعدی بھی۔(1)

تراویح اور تہجد میں فرق

بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ تہجد اور تراویح ایک ہی چیز ہے، جبکہ یہ خیال وجوہِ ذیل سے باطل ہے:

تہجد	تراویح
(۱) تہجد میں تداعی جائز نہیں۔	(۱) تراویح میں تداعی ہوتی ہے۔
(۲) تہجد کا وقت متعین نہیں، افضل وقت، سونے کے بعد ہے۔	(۲) تراویح کا (اصل) وقت، سونے سے پہلے ہے۔
(۳) نماز تہجد پہلے فرض تھی، اس کے بعد وحیٔ الٰہی نے اس کی فرضیت منسوخ کردی اب دوبارہ فرضیت کا خطرہ نہ رہا۔	(۳) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تراویح کی با جماعت نماز پر دوام نہ فرمانے کی حکمت خشیتِ فرضیت بیان فرمائی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ تہجد سے الگ ایک نماز ہے، کیونکہ تہجد کی فرضیت تو پہلے ہی منسوخ کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مطمئن فرما دیا گیا تھا۔

(1) ترتیب القاموس المحیط: ۴/ ۴۸۱، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، المعجم الوسیط: ۹۷۲، کتبخانہ حسینیہ، دیوبند، بیان اللسان: ۱۹۲

(۴) تہجد کا حکم قرآن کریم میں ہے:
وَ مِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ‌ۖ عَسٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ۝۷۹ ۔ (1)
يٰۤاَيُّهَا الۡمُزَّمِّلُ ۝۱ قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۝۲ نِّصۡفَهٗۤ اَوِ انْقُصۡ مِنۡهُ قَلِيۡلًا ۝۳ اَوۡ زِدۡ عَلَيۡهِ وَ رَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِيۡلًا ۝۴ (2)

(۴) تراویح کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ان اللہ تبارک وتعالی فرض صیام رمضان علیکم، و سننت لکم قیامه۔ یعنی تراویح کا حکم وحئ غیر متلو سے ہے۔ اس میں یہ تاویل بھی نہیں چل سکتی کہ اللہ تعالیٰ کے نازل فرمودہ حکم کا عملی طریقہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، اس لیے کہ اس حدیث میں بصورت تقابل ارشاد ہے، نیز صوم رمضان کا عملی طریقہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نے بیان فرمایا ہے۔ مع ہٰذا صورتِ تقابل سے ثابت ہوا کہ حکمِ صوم وحئ متلو سے ہے اور حکمِ تراویح وحئ غیر متلو سے۔

(۵) تہجد کا حکم مکہ مکرمہ میں ہوا۔

(۵) تراویح کا حکم مدینہ پہنچنے کے بعد ہوا۔

(٦) تہجد کی متعین رکعات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں۔

(٦) تراویح کی متعین رکعات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں۔

حدیث میں قیامِ رمضان (تراویح) کا ذکر

نیز حدیث میں تراویح کا نام ”قیام رمضان“ مستقل دلیل ہے کہ یہ تہجد سے الگ نماز ہے، کیونکہ تہجد رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اسی لیے محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ

---

(1) بنی اسرائیل: ۷۹
(2) مزمّل: ۴-۱

نے تہجد اور تراویح ہر ایک کا باب جدا رکھا ہے۔ کصنیع الامام مسلم وغیرہ۔

صحیح مسلم کے ابواب اگرچہ خود امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے قائم نہیں فرمائے مگر احادیث کی ترتیب ومناسب روایات کو ایک جگہ جمع کرنا تو خود امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ہی کا فعل ہے، نیز تراجم لکھنے والے بھی امام مسلم کے بلند پایہ شاگرد اور مشہور محدثین میں سے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابتداء شب میں اپنے شاگردوں کے ساتھ باجماعت تراویح پڑھتے تھے اور اس میں ایک بار قرآن کریم ختم کرتے تھے اور بوقت سحر تہجد انفراداً پڑھتے تھے۔(1)

قال العسقلافی: کان محمد بن اسماعیل البخاری، اذا کان اوّل لیلة من شهر رمضان مجتمعاً الیه اصحابه فیصلی بهم ویقرأ فی کل رکعة عشرین آیة کذالک الی أن یختم القرآن، و کان یقرأ فی السحر مابین النصف الی الثلث من القرآن ان یختم عندالسحر فی کل ثلاث لیال۔(2)

آگے ہم قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کے افادات ہدیہ قارئین کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

تہجد کی فرضیت منسوخ ہونے کے بعد

نمازِ تہجد اور نمازِ تراویح، دونوں الگ الگ نمازیں ہیں، ہر دو کی تشریح اور احکام جدا ہیں۔ تہجد، ابتداءِ اسلام میں تمام امت پر فرض تھا اور ایک سال بعد تہجد کی فرضیت منسوخ ہو کر تہجد تطوعاً رمضان وغیر رمضان میں جاری رہا۔

قال اللہ تعالیٰ: يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝١ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝٢ (3)

(1) احسن الفتاویٰ: ۳/ ۵۳۱۔۵۳۲

(2) ھدی الساری مقدمہ فتح الباری: ۴۸۱

(3) المزمل: ۲۔۱

اے چادر اوڑھنے والے (یعنی رسول اللہ)! رات میں نماز میں کھڑے رہیے۔

امہات المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک طویل حدیث میں فرماتی ہیں کہ تہجد فرض ہونے کے بعد نفل ہو گیا۔ امام ابوداود نے روایت کیا ہے:

قال، قلت حدثینی عن قیام رسول اللہ ﷺ با اللیل، قالت : الست تقرأ یایھا المزمل ؟ قال: قلت: بلیٰ، قالت: فا ن اول ھذہ السورۃ نزلت ، فقام اصحاب رسول اللہ ﷺ حتی انتفخت اقدامھم و حبس خاتمتھافی السماء اثنی عشر شھرًا، ثم نزل اخرھا، فصار قیام اللیل تطوعاً بعد فریضۃ الخ۔ (1)

راوی نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیامِ لیل کے بارے میں بتلائیے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کیا تم نے یَاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ (سورت کو) نہیں پڑھا۔ میں نے عرض کیا: ہاں پڑھا ہے۔ انھوں نے فرمایا: جب اس سورت کا اول حصہ نازل ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے قیامِ لیل کیا، حتی کہ ان کے قدموں پر ورم آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کا آخری حصہ آسمان میں بارہ مہینوں تک روکے رکھا، پھر اس کو نازل کیا اور قیامِ لیل فرض سے نفل ہو گیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ تہجد ہجرت سے قبل، ابتداءِ اسلام میں تطوعاً شروع ہو چکا تھا اور اس پر سب صحابہ تطوعاً رمضان و غیر رمضان میں عمل بھی کرتے تھے اور تراویح کا اس وقت کہیں وجود نہیں تھا۔ پھر ہجرت کے بعد رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اس میں یہ ارشاد فرمایا:

جعل اللہ صیامہ فریضۃ، و قیام للیہ تطوعاً الحدیث۔ (2)

---

(1) سنن ابی داود، کتاب التطوع، باب فی صلاۃ اللیل، حدیث: ١٣٤٢، اخرجہ مسلم، حدیث: ٧٤٦ و النسائی، حدیث: ١٦٥٢، ١٦٠٢

(2) مشکاۃ المصابیح، کتاب الصوم، الفصل الثالث، حدیث: ١٩٦٥

اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے روزے فرض کر دیئے اور اس کی راتوں کا قیام نفل۔

اس روایت کو مشکوۃ نے 'بیہقی' سے نقل کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ قیام رمضان اس وقت تنفلاً (نفلی طور پر) مقرر ہوا اور اس سے یہ سمجھنا کہ تہجد جو کہ پہلے سے تطوع (نفل) تھا اس کا ذکر فرمایا ہے۔۔۔ بعید ہے۔ کیونکہ اگر یہ مقصود ہوتا تو اس طرح فرماتے کہ نمازِ تہجد اب بھی نفل ہی ہے، یا اس کے مثل کچھ الفاظ ارشاد فرماتے۔ اس لیے کہ تہجد پہلے سے رمضان میں جاری تھا، پھر اب اس کا ذکر کرنا کیا ضروری تھا؟ جیسا کہ دیگر فرض و نفل نماز کا کچھ ذکر نہیں فرمایا، البتہ! بعض احادیث میں اعمالِ رمضان کی فضیلت ارشاد فرمائی ہے اور اس فقرہ میں کوئی فضیلت کی بات نہیں، بلکہ دوسری نفل نماز کی مشروعیت کا ذکر ہونا ظاہر ہے۔

تراویح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنت قرار دیا ہے

دوسری روایت سنن ابن ماجہ کی اس طرح ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کتب اللہ علیکم صیامه و سننت لکم قیامه۔ (1)

فرض کر دیے اللہ تعالیٰ نے روزے اس (یعنی ماہِ رمضان) کے اور سنت قرار دیا میں نے اس کا قیام (یعنی تراویح)۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باذن اللہ تعالیٰ قیام رمضان کو تطوعاً فرمایا حالانکہ تہجد خود بحکم خدا تعالیٰ اس سے قبل نفل ہو چکا تھا اور قیام رمضان (تراویح) کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنفل فرمایا۔۔۔ سو اس سے بھی معلوم ہوا کہ تہجد اور تراویح تشریحاً دو نمازیں ہیں کہ دو وقت میں مقرر کی گئی ہیں اور تہجد قرآن کریم سے ثابت ہوا اور تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی احادیث) سے، اور

---

(1) سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب ما جاء فی حدیث قیام شہر رمضان، حدیث: ۱۳۲۸ واخرجہ النسائی، حدیث: ۲۲۱۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر روز تہجد کو آخر شب میں پڑھا ہے۔

تہجد کا وقت

چنانچہ بخاری و مسلم کی روایت ہے:

عن شعبة، عن اشعث قال: سمعت ابی قال : سمعت مسروقاً: سألت عائشة رضی اللہ عنها: ای العمل کان احب الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ قالت: الدائم، قال: قلت: فی ای حین کان یقوم؟ قالت: کان یقوم اذا سمع الصارخ۔ (1)

شعبہ سے روایت ہے، ان سے اشعث نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انھوں نے بیان کیا کہ میں نے مسروق سے سنا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کون سا عمل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ پسند تھا؟ فرمایا: جس پر مداومت ہو۔ انھوں نے کہا، میں نے عرض کیا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (رات میں تہجد کے لیے) کس وقت کھڑے ہوتے تھے؟ فرمایا: جب مرغ کی آواز سنتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نماز تراویح

دیگر روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، جبکہ تراویح کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے اول حصہ میں پڑھا ہے، مشکوۃ شریف میں ہے:

عن أبی ذر، قال : صمنا مع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فلم یقم بنا شیئاً من الشهر حتی بقی سبع، فقامت بنا حتی ذهب ثلث اللیل، فلما کانت السادسة لم یقم بنا ، فلما کانت الخامسة قام بنا ، حتی ذهب شطر اللیل فقلت : یا رسول اللہ! لو نفلتنا قیام هذه اللیلة؟ فقال: ان الرجل اذا صلی مع الامام حتی ینصرف، حسب له قیام لیلة. فلما کانت الرابعة لم یقم بنا حتی بقی ثلث اللیل، فلما کانت الثالثة، جمع

(1) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، بالقصد و المداومة علی العمل، حدیث: ۶۴۶۱، راجع: ۱۱۳۲ و أخرجه مسلم: ۷۴۱ و ۷۸۳

اھلہ والنساءہ والناس، فقام بنا حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح۔ قلت: وما الفلاح؟ قال السحور ثم لم یقم بنا بقیۃ الشھر. (1)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روزے رکھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام نہیں کیا، حتی کہ سات دن باقی رہ گے (اورمہینہ انتیس کا تھا) پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام کیا (۲۳/ویں رات کو) یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی۔ پس جب چھٹی رات آئی (یعنی مہینہ کے آخر سے شمار کرتے ہوئے، یعنی انتیس والے مہینہ میں ۲۴/ویں رات) تو قیام نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ۔ پھر جب اسی حساب سے پانچویں رات، جو کی فی الحقیقت ۲۵/ویں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام کیا، یہاں تک کی آدھی رات گزر گئی، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کاش کہ ہمارے لیے اس رات میں مزید قیام فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، یہاں تک کی امام فارغ ہوجائے اس کے حق میں ساری رات کا قیام لکھا جاتا ہے (اگر چہ ساری رات قیام نہ کیا ہو)۔ پھر جب اسی حساب سے چوتھی رات آئی، جو کہ چھبیسویں تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام نہیں فرمایا ہمارے ساتھ، یہاں تک کہ تہائی رات باقی رہی پھر جب تیسری رات آئی جو کہ ستائسویں تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کنبہ اور اپنی بیویوں کو اور تمام لوگوں کو جمع کیا اور ہمارے ساتھ قیام کیا، یہاں تک کہ ہم ڈرے کہ ہم سے فلاح فوت ہوجائیگی۔ میں نے عرض کیا: فلاح سے مراد کیا ہے؟ فرمایا: سحری۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باقی مہینہ میں

(1) مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب: قیام شھر رمضان، حدیث: ۱۲۹۸، وقال الألبانی: سندہ صحیح، اخرجہا بوداود، کتاب شھر رمضان، باب: فی قیام رمضان، حدیث: ۱۳۷۵، والترمزی، کتاب الصوم، باب: ما جافی قیام شھر رمضان، حدیث: ۸۰۶ و قال ابوعیسی: ھذا حدیث حسن صحیح، والنسائی، کتاب قیام اللیل وتطوع النھار، باب: قیام شھر رمضان حدیث: ۱۶۰۵، وابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب: ماجاء فی قیام شھر رمضان، حدیث: ۱۳۲۷

ہمارے ساتھ قیام نہیں کیا۔ (یعنی ۲۸ اور ۲۹ کو)

پہلی اور دوسری دفعہ میں تو نصف لیل تک فراغت پائی اور تیسرے دن اوّل سے لیکر اخیر شب تک نماز ادا فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں مختلف نمازیں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد کو ہمیشہ منفرداً پڑھتے تھے، کبھی بتداعی جماعت نہیں فرمائی، اگر کوئی شخص آکر شریکِ نماز ہو گیا تو مضائقہ نہیں، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے آکر کھڑے ہو گئے تھے، بخلاف تراویح کے کہ اس کو چند بار تداعی کے ساتھ باجماعت ادا کیا، جیسا کہ اسی ابوذرؓ والی حدیث سے واضح ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نمازیں جداگانہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد کے لیے تمام رات کبھی نہیں جاگے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

واعلم ما رأیت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأ القرآن کلہ فی لیۃ واحدۃ، ولا صلی لیۃ الی الصبح الخ.

میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی رات میں مکمل قرآن کریم پڑھا ہو یا ساری رات نماز پرھی ہو، صبح تک۔

مرتب کو باوجود تلاش بسیار کے بعینہ ان الفاظ تک رسائی نہ ہو سکی، بلکہ درج ذیل مضمون جمع الفوائد میں نظر سے گزرا؛

وکان اذا صلی صلاۃً أحبَّ أن یداوم علیھا، وکان اذا غلبہ نوم أو وجع عن قیام اللیل، صلی من النھار ثنتی عشرۃ رکعۃ، ولا أعلمہ قرأ القران کلہ فی لیلۃ، ولا صلی لیلۃ الی الصبح، ولا صام شھراً کاملاً غیر رمضان. (1)

(1) جمع الفوائد: ۲/۲۷۴ بحوالہ جامع الاصول: ۴۱۹۹، مسلم فی صلاۃ المسافرین، حدیث: ۷۴۶ بلفظہ مطولاً، وابو داود فی الصلاۃ، حدیث: ۱۳۴۲ مثلہ مطولاً، والنسائی فی قیام اللیل، حدیث: ۱۷۲۱ مختصراً

اور ان کی یہ تحدید نمازِ تہجد میں ہے اس لیے کہ نمازِ تراویح میں صبح تک نماز پڑھنا روایت ابوذر سے خود ثابت ہو چکا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خود اس کا علم ہے، اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی سب اہل ونساء کو جمع فرمایا تھا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے تمام رات جاگ کر نماز پڑھنے کا جو انکار فرمایا اس پر یہ کہنا کہ انھیں علم نہیں یا نسیان ہوا۔۔۔۔ نہایت بے جا ہے، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے تمام رات نماز پڑھنے کا انکار نمازِ تہجد کے لیے فرمایا ہے، اس لیے کہ راویٔ حدیث، سعد بن ہشام، نمازِ تہجد کے متعلق ہی دریافت کر رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہا نے اسی باب میں یہ جواب عنایت فرمایا تھا، چنانچہ مسلم میں روایت موجود ہے۔ تراویح کا یہاں ذکر ہی نہیں تھا، علی ھذا جو ابوسلمہ نے قیام رمضان کے متعلق دریافت کیا تو وہاں بھی اس سے مراد ماہِ رمضان کا تہجد ہے، غرض ان کی یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تہجد، رمضان میں بنسبت دیگر مہینوں سے زیادہ ہوتا تھا یا نہیں؟

بخاری شریف میں ہے:

عن ابی سلمة بن عبد الرحمن اخبره: انه سأل عائشة رضی اللہ عنها: کیف کانت صلاة رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم فی رمضان؟ فقالت: ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة، یصلی اربعاً، فلا تسئل عن حسنهن و طولهن، ثم یصلی اربعا، فلا تسئل عن حسنهن و طولهن، ثم یصلی ثلاثاً۔ قالت عائشة: فقلت: یا رسول اللہ! أتنام قبل ان توتر؟ فقال: یا عائشة، ان عینی تنامان، ولا ینام قلبی۔(1)

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے، انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ

(1) صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب: قیام النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم فی رمضان وغیرہ، حدیث: ۱۱۴۷ وانظر: ۳۵۶۹، ۲۰۱۳، ۱۱۴۰ وأخرجه مسلم، حدیث: ۷۳۸، ابوداود، حدیث: ۱۳۴۱، الترمذی، حدیث: ۴۳۹، النسائی، حدیث: ۱۶۹۷

عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رمضان میں نماز یعنی (نماز تہجد) کیسی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات پر (کوئی) زیادتی نہیں فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار رکعت پڑھتے، پس ان کا حسن اور درازی نہ پوچھیے، پھر چار رکعات پڑھتے تھے، پس ان کا حسن اور درازی نہ پوچھیے، پھر تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔ میں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں، میرا دل نہیں سوتا۔

کیونکہ ظاہر متبادر اس حدیث سے یہ ہے کہ ابوسلمہ نے خاص قیامِ رمضان کا سوال کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ فرمایا کہ رمضان میں کوئی خاص نماز نہیں تھی، رمضان وغیر رمضان میں ہر روز گیارہ رکعات پڑھتے تھے، اس سے زیادہ کبھی نہیں پڑھتے اور ہیئت پڑھنے کی یہ تھی کہ چار رکعات پڑھی اور سو گیے، پھر چار رکعات پڑھی اور سو گیے، پھر تین رکعات وتر پڑھی، اور دائماً یہی عادتِ مبارکہ تھی۔ رمضان و غیر رمضان، کسی میں اس کے خلاف نہیں تھا۔ پس اس کے یہی معنی ہیں، تو یہ حدیث بہت سی روایات کے معارض ہوتی ہے اور واقع کے بھی خلاف ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود ہی تیرہ رکعات بھی روایت فرماتی ہیں، چنانچہ مؤطا امام مالک میں ہے:

عن عائشہ ام المومنین قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی باللیل ثلاث عشرۃ رکعۃ، ثم یصلی اذا سمع النداء بالصبح برکعتین خفیفتین۔ (1)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرہ رکعات پڑھتے تھے، پھر جب صبح کی اذان سنتے تو دو ہلکی رکعتیں (فجر کی سنتیں) پڑھتے۔

(1) مؤطا امام مالک، کتاب صلاۃ اللیل، حدیث: ۲۵۱، أخرجه البخاري: ۱۱۷۰ و مسلم: ۷۲۴، ۷۳۷، روایۃ أبي مصعب: ۲۹۴

اور حضرت ابن عباسؓ خود تیرہ رکعات تہجد کی غیر رمضان میں نقل کرتے ہیں اور بعض دیگر صحابہ بھی تیرہ رکعات نقل کرتے ہیں اور یہ دونوں ہیئتِ صلوٰۃ کے بھی خلاف اس ہیئت مذکورہ فی حدیث عائشہؓ کے ہیں (چونکہ وہ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار رکعت پڑھتے تھے اور سو جاتے تھے کما ذکر)۔

بارہ رکعات اور وتر

چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے ایک طویل روایت مین مروی ہے:

قال ابن عباس: فقمت فصنعت مثل ماصنع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، ثم ذهبت فقمت الى جنبه، فوضع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يده اليمنى على رأسي، واخذ باذني اليمنى يفتلها، فصلى ركعتين، ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم اوتر، ثم اضطجع، حتى جاءه المؤذن فقام، فصلى ركعتين خفيفين، ثم خرج فصلى الصبح۔ (1)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: میں اٹھا اور میں نے ایسے ہی (وضو) کیا، جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (یعنی بائیں جانب) آ کر کھڑا ہو گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑ کر کھینچتے ہوئے مجھے اپنے داہنی جانب کر لیا۔ پس آپ نے دو رکعات پڑھیں، پھر دو رکعات پڑھیں، پھر دو رکعات پڑھیں، پھر دو رکعات پڑھیں، پھر دو رکعات پڑھیں، پھر دو رکعات پڑھیں پھر وتر پڑھے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیٹ گیے، یہاں تک کی مؤذن آیا تو آپ اٹھے اور دو رکعتیں ہلکی سی پڑھیں اور (مسجد میں آ کر) فجر کی نماز پڑھی۔

---

(1) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامہ، حدیث: ۱۸۲_۷۶۳ أخرجه البخاري: ۱۸۳ و ۹۹۲ و ۱۱۹۸ و ۴۵۷۰ و ۴۵۷۱ و ۴۵۷۲ و ۶۲۹۷ و ۶۹۹ و ۵۹۱۹

تیرہ رکعات کی صراحت

ایک دوسری روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یوں فرماتے ہیں:

فقام فصلی، فقمت عن یسارہ، فاخذ بیدی فادارنی عن یمینه، فتامت صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثلاث عشرۃ رکعة، ثم اضطجع، فنام حتی نفخ الخ۔(1)

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور نماز پڑھی، میں آپ کے دائیں طرف کھڑا ہوا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور داہنی طرف پھیر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کُل ۱۳ ر رکعات پڑھیں، پھر سو گیے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانس مبارک کی آواز معلوم ہوتی تھی۔

اور ایک روایت میں ہیں:

عن زید بن خالد الجهنی، انه قال: لا رمقن صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اللیلة، فصلی رکعتین خفیفتین، ثم صلی رکعتین طویلتین، طویلتین، طویلتین، ثم صلی رکعتین، وهما دون اللتین قبلهما، ثم صلی رکعتین، وهما دون اللتین قبلهما، ثم صلی رکعتین، وهما دون اللتین قبلهما، ثم اوتر، فذلک ثلاث عشرۃ رکعة.(2)

حضرت خالد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز دیکھنے کا ارادہ کیا (تو میں نے دیکھا کہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتیں خفیف پڑھیں، پھر دو رکعتیں بہت طویل، پھر اور دو رکعتیں پہلی والی سے خفیف پڑھیں پھر اور دو، اور وہ خفیف تھیں اپنی پہلی والی سے، پھر اور دو ایسی ہی، پھر اور دو ایسی ہی، پھر اس نماز

(1) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامه، حدیث: ۷۶۳، أخرجه البخاری: ۱۶۳ و ۸۵۹ و ۷۲۸ و ۷۶۳

(2) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب: الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامه، حدیث: ۷۶۵

کے ساتھ وتر ملائے، پس یہ سب تیرہ رکعتیں ہوئیں۔

یہ تینوں احادیث، عدد رکعات اور ہیئت ادا، دونوں میں حدیث عائشہؓ کے خلاف ہیں اور اوپر حدیث ابوذرؓ سے معلوم ہوا کہ تین روز جو نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک میں پڑھی، اگرچہ اس کے عددِ رکعات معلوم نہیں مگر ہرگز اس میں چار چار رکعات پڑھ کر آپ نہیں سوئے اور تین روز دوسرے رمضان میں جو نماز جماعت کے ساتھ پڑھی، اس میں بھی یہ ہیئت ثابت نہیں ہوئی، اور حدیث میں رمضان کی عبادت میں جو شدّتِ اجتہاد مذکور ہے، وہ بھی اس کے خلاف ہے، کیونکہ جب تمام مہینوں کی رات کی نماز برابر تھی تو شدّتِ اجتہاد کے کیا معنیٰ؟ اور جن روایتوں میں آیا ہے کہ رمضان میں، خصوصاً عشرۂ اخیرہ میں نہیں سوئے تھے، وہ بھی اس کے خلاف ہے۔

رمضان کے آخری عشرہ میں شدتِ اجتہاد

چنانچہ بخاری میں ہے:

عن عائشة رضى الله عنها قالت: كان النبى صلى الله عليه وآله وسلم: اذا دخل العشر شد مئزره، واحيا ليله، وايقظ اهله۔ (1)

جب (رمضان کا) آخری عشرہ آتا، تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مضبوطی سے اپنا تہبند باندھ لیتے (یعنی مستعد ہو جاتے) اور ان راتوں میں خود بھی عبادت کا اہتمام فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے تھے۔

اور بیہقی نے روایت کیا ہے:

عن عائشة زوج النبى صلى الله عليه وسلم أنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، اذا دخل شهر رمضان شد مئزره، لم يأت فراشه حتى ينسلخ. (2)

(1) صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۰۲۴، أخرجه مسلم: ۱۱۷۴

(2) شعب الایمان، رقم الحدیث: ۳۳۵۲

و فی حاشیته: اسناده: رجاله ثقات الا أن المطلب بن عبد الله۔۔وهو ابن حنطب المخزومی۔۔ کثیر الارسال والتدلیس، وقد عنعن۔ وقال أبو حاتم: لم یدرک عائشة۔ (المراسیل : ۱۶۵) عمرهو ابن أبی عمرو۔ والحدیث أخرجه ابن خزیمه فی صحیحه (رقم: ۲۲۱۶) عن الربیع بن سلیمان، بنفس الاسناد.

جب رمضان کا مہینہ آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا تہبند (مضبوطی سے) باندھ لیتے اور اپنے بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے، یہاں تک کہ رمضان گزر جائے۔

ان دونوں حدیثوں سے رمضان کی عبادت میں زیادہ اہتمام و کوشش کرنا اور رات بھر عبادت میں مشغول رہنا ثابت ہوتا ہے نہ کہ رمضان و غیر رمضان میں مساوات، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہجد کا بیان سعد بن ہشام سے کیا، وہ بھی اس روایت کے خلاف ہے۔

گیارہ رکعات کی صراحت

چنانچہ ایک طویل روایت میں یوں ہے:

کنا نعد له سواکه، وطهوره، فیبعثه الله متی شاء، فیتسوک، ویتوضأ، ویصلی تسع رکعات لا یجلس الا فی الثامنة، فیذکر الله، ویحمده (ویدعوهٗ، ثم ینهض ولا یسلم، ثم یقوم فیصلی التاسعة، ثم یقعد فیذکر الله ویحمده) ویدعوه ویسلم تسلیماً یسمعنا، ثم یصلی رکعتین وهو قاعد، فتلک احدی عشرة رکعة یا بنی. (1)

و فی حاشیته: ما بین المعکوفین ساقط فی الأصل أخرجه فی جامع الأصول (۴۱۹۹)، مسلم فی صلاة المسافرین (رقم الحدیث:

(1) جمع الفوائد: ۲/۲۷۴

ا، ۲۵۶۔۲۵۵/۷۴۶)بلفظه مطولاً، وابو داود فی الصلاة (رقم الحدیث: ا، ۱۸۹/۱۳۴۲) مثله مطولاً، والنسائی فی قیام اللیل (رقم الحدیث ا، ۱۹۳/۱۷۲۱)مختصراً۔الخ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ آپ کو جگاتے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیدار ہوتے) تو مسواک کرتے اور وضو کرتے اور ۹/ر رکعتیں پڑھتے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں نہیں بیٹھتے تھے مگر آٹھویں (یعنی وتر کی دو رکعت کے بعد اور تیسری کی پہلی) رکعت میں۔ پھر اللہ کا ذکر کرتے اور ثنا کرتے اور دعا مانگتے تھے۔ پھر کھڑے ہوتے اور سلام نہیں پھیرتے تھے اور نویں رکعت پڑھتے، قعدہ کرتے، اللہ کا ذکر کرتے، ثنا کرتے اور دعا مانگتے، پھر سلام پھیرتے، اس طرح کہ ہمیں سنائی دیتا تھا۔سلام کے بعد بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے تھے۔ اس طرح اے بیٹے! یہ کل گیارہ رکعتیں ہوگئیں۔

اس روایت سے گیارہ رکعات پر زیادتی نہ کرنا اور خاص ہیئت کا اہتمام مخدوش ہوتا ہے، لہٰذا احق یہ ہے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ ابوسلمہ نے بایں وجہ کہ رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبادت میں کوشش کرنا، دیگر ایام یا مہینوں سے زیادہ ہوتا تھا، تہجدِ رمضان کے متعلق پوچھا کہ آیا رمضان مین آپ کا تہجد بنسبت دیگر ایام کے زیادہ ہوتا تھا یا نہیں؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زیادہ کی نفی فرمائی۔ نمازِ تراویح سے اس میں کچھ بحث نہیں، نہ سوال میں، نہ جواب میں۔ اور گیارہ رکعات کا ذکر اکثر یہ ہے نہ کہ کلیہ، یعنی اکثر آپ کے تہجد کی گیارہ رکعات ہوتی تھیں، اگرچہ احیاناً اس سے زیادہ بھی پڑھی ہیں۔ اس طرح نہ اس حدیث میں احیاناً زیادہ تہجد کی نفی ہے اور نہ رمضان کے قیام کا ذکر، جو کہ تہجد کے علاوہ ہے، بلکہ ذکر اُن عددِ رکعات کا ہے جو اکثر اوقات تہجدِ رمضان وغیر رمضان میں ہوتا تھا۔

اس کے بعد یہ جملہ 'یصلی اربعاً الخ (چار رکعات پڑھتے تھے)' یہ دوسرا امر ہے، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوتِ عبادت پر تنبہ مظور رہے کہ نوم و یقظہ (سونا اور جاگنا) آپ کے اختیار میں تھا، کہ جب چاہیں بیدار ہو جائیں اور جب چاہیں سو جائیں، اور آپ احیاناً (کبھی کبھار) ایسا کرتے تھے۔ اس ہیئت کو نہ کوئی خصوصیت رمضان سے ہے نہ لزوم اُن رکعات سے، بلکہ یہ بعض اوقات کی حالت کا بیان ہے اور یہ مستقل جملہ ہے۔ کیونکہ بلاغت میں قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ جملہ کا عطف جملہ پر اس وقت کرتے ہیں، جب دو جملوں میں بعض وجہ سے اتصال اور بعض وجہ سے انفصال ہو۔ اگر بالکل اتصال ہو یا بالکل انفصال ہو، تو حرفِ عطف ذکر نہیں کرتے۔ پس یہاں حرفِ عطف ذکر نہ کرنا بوجہ کمالِ انفصال ہے، نہ کہ بوجہ کمالِ اتصال۔ چونکہ بیان شدتِ اجتہاد کا تھا، اس وجہ سے اس کلام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر کیا ورنہ جواب ان کے سوال کا، جو کہ رمضان کے تہجد کی رکعات کے متعلق تھا، وہ تمام ہو چکا تھا۔

پس اس تقریر کے بعد نہ احادیث سے زیادہ کا معارضہ باقی رہا نہ ہیئت کا اور نہ احیاءِ تمام لیل کا۔ سب احادیث مطابق واقع کے اور باہم موافق ہو گئیں اور یہی مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ کی ہے۔

نتیجہ

معلوم ہوا کہ تمام شب نماز نہ پڑھنا، یہ تہجد کے واسطے ہے اور پڑھنا تراویح کے واسطے اور بخاری نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جماعتِ تراویح کو، جو اوّل وقت میں حضرت ابیؓ کرا رہے تھے اور یہ جماعت خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مقرر کرائی ہوئی تھی -- دیکھ کر فرمایا:

والتی تنامون عنها افضل من التی تقومون

وہ نماز، جس سے تم سو جاتے ہو (تہجد) اس نماز (تراویح) سے افضل ہے۔

اس سے بھی اگر دونوں نمازوں کی مغائیرت نکالی جائے تو بعید نہیں، کیونکہ معنی اس قول کے یہ ہیں کہ جس نماز سے تم سوئے رہتے ہو یعنی تہجد، جو کہ آخر رات میں ہوتی ہے، وہ اس نماز سے افضل ہے، جو کہ تم پڑھتے ہو، یعنی تراویح سے۔ اس لیے کہ تراویح کو اول وقت میں پڑھتے تھے اور چونکہ یہ لوگ تراویح کو پڑھ کر تہجد کے لیے نہیں اٹھتے تھے، اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں تہجد پڑھنے کی ترغیب دلائی کہ افضل کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ لہذا اوّل وقت میں تراویح اور آخر وقت مین تہجد ادا کریں، ورنہ اس تراویح کو ہی اخیر وقت میں پڑھیں کہ تراویح کی فضیلت بھی حاصل ہو جائے اور آخر وقت کی تراویح سے تہجد بھی حاصل ہو جائے کہ بتداخل صلاتین (ایک نماز میں دو نمازوں کی نیت کر لینے کی صورت میں) دونوں نمازوں کا ثواب ملتا ہے، اور اس سے (تہجد کے) وقت کی افضلیت بھی معلوم ہوگئی۔

عن عبد الرحمن بن عبد القاری انہ قال: خرجت مع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لیلۃ فی رمضان الی المسجد، فاذا الناس اوزاع متفرقون، یصلی الرجل لنفسہ، ویصلی الرجل فیصلی بصلاتہ الرھط، فقال عمر: انی اری لو جمعت ھؤلاء علی قارئ واحد لکان امثل، ثم عزم فجمعھم علی ابی بن کعب، ثم خرجت معہ لیلۃ اخری والناس یصلون بصلاۃ قارئھم، قال عمر: نعم البدعۃ ھذہ، والتی تنامون عنھا افضل من التی یقومون ------ یرید آخر اللیل ---- وکان الناس یقومون اولہ۔ (1)

چنانچہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے، اور یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے صراحتً ثابت نہیں ہوا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے اول حصہ مین تین روز تراویح پڑھی تو اخیر وقت میں تہجد پڑھا یا نہیں؟ واللہ اعلم۔

---

(1) صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۰۱۰

صحابیؓ کا فعل

مگر بعض صحابہ کے فعل سے اس کا نشان ملتا ہے، چنانچہ قیس بن طلق سے روایت ہے:

عن قيس بن طلق قال: زارنا طلق بن علي في يوم من رمضان وامسى عندنا وافطر ثم قام بنا تلك الليلة واوتر بنا ثم انحدر الى مسجده فصلى بأصحابه حتى اذا بقي الوتر قدم رجلاً فقال: اوتر باصحابک فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول 'لا وتران في ليلة'. (1)

قیس بن طلق نے کہا کہ رمضان کے دن میں طلق بن علی نے ہماری زیارت (ملاقات) کی اور شام کو ہمارے پاس ہی افطار کیا، پھر ہمارے ساتھ اس رات میں قیام کیا اور وتر پڑھے، پھر اپنی مسجد میں گیے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی، یہاں تک کی وتر باقی رہ گیے۔ پھر کسی آدمی کو آگے کیا اور کہا کہ اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھا دو، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''ایک رات میں دو دفعہ وتر نہیں ہیں۔''

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ طلق بن علی نے اولاً لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کے مطابق اول وقت میں تراویح ادا کی اور وتر بھی اس کے ساتھ پڑھے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے، اور اس کے بعد اپنی مسجد جا کر آخر وقت میں تہجد ادا کیا اور اس کے ساتھ وتر نہیں پڑھے اور مقتدیوں کو حکم دیا کہ تم اپنے وتر پڑھ لو اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد کے ساتھ وتر پڑھتے تھے، لہٰذا وہ مقتدی تہجد گزار کے ساتھ وتر پڑھنا چاہتے تھے۔

(1) سنن ابیداود، رقم الحديث: ۱۴۹۳، أخرجه النسائی: ۱۶۸۰، والترمزی: ۴۷۰، ومسلم مختصراً

چند نکات

اس سے معلوم ہوا کہ دونوں وقت میں نماز پڑھی گئی اور صحابہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہایت سرگرم تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے وقت میں تہجد پڑھا ہوگا، اور یہ جو بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی ہے:

اذا دخل العشر شد مئذرہ، احیا لیلہ، و ایقظ اھلہ۔۔۔ الحدیث

اس سے تین امر ثابت ہوتے ہیں:

اول: یہ کہ ان ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رات جاگے ہیں، اس لیے کہ احیاء لیلہ وہیں بولا جاتا ہے جب کہ تمام رات جاگیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو تمام رات جاگنے کا انکار کیا ہے وہ تہجد کی نسبت ہے نہ کہ مطلقاً، اس لیے کہ اس بیان میں وہ خود تمام رات جاگنے کو ارشاد فرماتی ہیں۔

دوم: یہ کہ جن دو شب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح کو ثلث لیل تک پڑھا تھا، اس میں نصف شب کے بعد آپ سوئے نہیں، کیونکہ وہ رات بھی عشرہ میں داخل تھیں۔ پھر نصف شب کے بعد غالب گمان یہ ہے کہ نوافل پڑھیں اور وہ تہجد تھے، کیونکہ آپ کی عادت رات کو نماز ہی پڑھنے کی تھی، بیٹھ کر ذکر کرنا یا قرآن پڑھنا معتاد نہیں، اس سے بھی اختلاف دونوں نمازوں کا مظنون ہوتا ہے۔

سوم: یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح ہمیشہ پڑھی، اس طور پر کہ اوّل شب میں جو کچھ پڑھتے تھے وہ تراویح تھی اور آخر شب میں تہجد۔ لہٰذا تراویح فعلاً بھی سنت مؤکدہ ہوئی اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرض ہونے کے خوف سے ترک کیا تھا وہ جماعت بتداعی تھی نہ کہ نفس تراویح۔

الحاصل

ان سب وجوہ سے مغایئرت تہجد وتراویح کی ظاہر ہے، مگر ہاں ایک نماز دوسرے کی قائم مقام ہوسکتی ہے کہ اگر تہجد کے وقت میں تراویح پڑھی جائے تو تہجد بھی ادا ہوجائیگی اور یہ امر سب نوافل میں ہے۔ مثلاً: اگر ضحیٰ کے وقت نمازِ کسوف پڑھی جائے تو وہ نماز ضحیٰ کے قائم مقام ہوجاتی ہے، اور اگر خسوف قمر کی نماز تہجد کے وقت میں پڑھی جائے تو تہجد بھی ادا ہوجاتا ہے، اگرچہ بحیثیتِ تراویح۔ تراویح، تہجد سے جدا نماز ہے اور نمازِ کسوف، نمازِ ضحیٰ سے اور نمازِ خسوف نمازِ تہجد سے، مگر ثواب ہر دو کا حاصل ہو جاتا ہے۔ علی ہذا وقتِ ضحیٰ ایک ہے اور اس کے فضائل میں احادیث وارد ہیں اور اول وقت اور آخر وقت دونوں میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز ثابت ہے اور ہر دو نماز علاحدہ ہیں، مگر ایک کے پڑھنے سے حدیث میں وارد دونوں نمازوں کا ثواب حاصل ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام رات نمازِ تراویح پڑھی تو تہجد کا بھی اس میں تداخل ہوگیا، اور اگر ثلث شب تک پڑھی یا نصف شب تک بجماعت نماز پڑھی تو باقی شب میں منفرداً نماز ادا ہونا بظن غالب معلوم ہوتا ہے، مگر کسی راوی نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (1)

اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ، وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ

تاریخ تحریر	تاریخ تبویب وتخریج
از	از
قطبِ عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	ندیم احمد بن محمد یامین انصاری غفرلھما
۱۶؍شوال المکرم، ۱۳۱۵ھ	۱۶؍شوال المکرم، ۱۴۳۴ھ

(1) فتاویٰ رشیدیہ: ۳۷۶تا۳۶۶، تالیفاتِ رشیدیہ: ۳۱۴تا۳۰۶

مصادر و مراجع

(۱) القرآن الکریم۔

(۲) صحیح البخاری للامام محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ۔

(۳) صحیح مسلم للامام مسلم بن الحجاج النیساپوری علیہ الرحمۃ۔

(۴) سنن أبی داؤد للامام سلیمان بن الاشعث السجستانی علیہ الرحمۃ۔

(۵) سنن الترمذی للامام محمد بن عیسیٰ الترمذی علیہ الرحمۃ۔

(۶) سنن النسائی للامام شعیب النسائی علیہ الرحمۃ۔

(۷) سنن ابن ماجہ للامام محمد بن یزید القزوینی علیہ الرحمۃ۔

(۸) شعب الایمان للامام أبی بکر أحمد بن الحسین البیہقی علیہ الرحمۃ۔

(۹) جامع الاصول فی احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للامام مجد الدین الجزری علیہ الرحمۃ۔

(۱۰) المراسیل للامام ابن أبی داؤد۔

(۱۱) مشکاۃ المصابیح للامام تبریزی علیہ الرحمۃ۔

(۱۲) جمع الفوائد۔

(۱۳) ھدی الساری مقدمہ فتح الباری لابن حجر علیہ الرحمۃ۔

(۱۴) طحطاوی علی مراقی الفلاح للطحطاوی علیہ الرحمۃ۔

(۱۵) تالیفاتِ رشیدیہ للکنکوھی علیہ الرحمۃ۔

(۱۶) فتاویٰ رشیدیہ للکنکوھی علیہ الرحمۃ۔

(۱۷) أحسن الفتاویٰ للدھیانوی علیہ رحمۃ اللہ۔

(۱۸) ترتیب القاموس المحیط۔

(۱۹) المعجم الوسیط۔

(۲۰) القاموس الوحید للکیرانوی علیہ رحمۃ اللہ۔

(۲۱) بیان اللسان۔